

جگد گورو شری مادھوا چاری۔ اڈوپی کی سات صد سال۔ تقریب میں ویڈیو کانفرنس سے وزیر اعظم کے خطاب کا متن

Posted On: 06 FEB 2017 1:59PM by PIB Delhi

نئی دہلی، 06 - فروری۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے گزشتہ روز جگد گورو شری مادھوا چاریہ اڈوپی کی سات صد سالہ تقریب میں ویڈیو کانفرنس سے جو تقریر کی تھی، اس کے متن کے چیدہ چیدہ اقتباسات حسب ذیل ہیں:

”شری پیجاور مٹھ کے محترم المقام شری وشویش تیرتھ سوامی جی !

شری وشو پرسن تیرتھ سوامی جی !

شری راگھویندر مٹھ کے شری، شری سمودھیندر تیرتھ سوامی جی !

اور

اس تقریب میں موجود تمام عقیدت گزار ان !

ہندوستان میں بھگتی تحریک کے دور کے سب سے بڑے فلسفیوں میں سے ایک جگد گورو سنت شری مادھوا چاریہ جی کی سات صد سالہ تقریب میں شرکت کے اعزاز سے مجھے از حد روحانی مسرت ہوئی ہے۔ کام کی مصروفیت کی وجہ سے میں اڈوپی نہیں پہنچ پایا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی علی گڑھ سے واپس آیا ہوں۔ یہ میری انتہائی خوش نصیبی ہے کہ مجھے آپ سبھی کا اشیر واد اور دعائیں لینے کا موقع نصیب ہوا ہے۔ بنی نوع انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے جس طرح سے سنت شری مادھوا چاریہ جی کے پیغامات کی تبلیغ و تشریح کی جارہی ہے، میں اس کے لئے سبھی اچاریوں اور منیسیوں کا استقبال کرتا ہوں۔ میں کرناٹک کی مقدس سرزمین کو بھی سلام کرتا ہوں، جہاں ایک طرف مادھوا چاریہ جیسے سنت ہوئے وہیں اچاریہ شنکر اور اچاریہ راما نچ جیسی اہم روحانی شخصیات نے بھی اس سرزمین سے از حد محبت کی۔

اڈوپی شری مادھوا چاریہ جی کا مقام پیدائش اور علاقہ کاررہا ہے۔ شری مادھوا چاریہ جی نے اپنا معروف عالم گیتا بھاشیہ اڈوپی کی مقدس سرزمین پر ہی لکھا تھا۔ شری مادھوا چاریہ جی یہاں کے کرشن مندی کے بانی بھی تھے۔ میرا اس مندر میں نصب کرشن جی جی مورتی سے خصوصی رشتہ ہے۔ اڈوپی سے بھی میرا تعلق کچھ مختلف ہی رہا ہے۔ مجھے کئی مرتبہ اڈوپی میں حاضری کا موقع ملا ہے۔ 1968 سے 4 دہائیوں سے بھی زیادہ عرصے تک اڈوپی میونسپل کارپوریشن کی ذمہ داری بھارتیہ جنتا پارٹی اور بھارتیہ جن سنگھ نے سنبھالی ہے۔ 1989 میں اڈوپی پہلا ایسا میونسپل کارپوریشن تھا جس نے انسانی ہاتھوں سے ہاتھوں سے غلاظت کی صفائی پر روک لگائی تھی۔ اڈوپی کو 1984 اور 1689 میں دو بار صفائی ستھرائی کے لئے اعزاز سے سرفراز کیا گیا تھا۔ صفائی ستھرائی اور انسانی قدروں کے بارے میں طاقت عامہ کو بیدار کرنے کی ہماری عہد بستگی کا یہ شہر جیتا جاگنا مظہر رہا ہے۔“

ہمارے ملک کی تاریخ ہزاروں برس پرانی ہے۔ ہزاروں برس کی تاریخ سمیٹے ہمارے ملک میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں آتی رہی ہیں جس کے نتیجے میں افراد میں تبدیلی اور سماج میں تبدیلی آتی رہی ہے۔ ہمارے سماج کی خصوصیت یہ ہے کہ جب بھی برائیوں نے سراہا ہوا ہے تو سدھار کا کام بھی سماج میں سے ہی شروع کیا گیا ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا تھا جب ہماری قیادت ہمارے ملک کے سادھو سنت سماج کے ہاتھ میں تھی۔ یہ ہندوستانی سماج کی غیر معمولی اہلیت ہے کہ ہمیں وقتاً فوقتاً ایسی دیوتاؤں جیسی عظیم شخصیات ملیں جنہوں نے ان برائیوں کو پہچانا اور ان سے نجات کا راستہ دکھایا۔ شری مادھوا چاریہ جی بھی ایسے ہی سنت اور سماج سدھارک تھے۔ ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جب انہوں نے مروجہ بری رسموں کے خلاف اپنے نظریات پیش کئے اور سماج کو نئی سمت دکھائی دیکھائی کیوں میں مویشی کی بلی بند کرانے کا سماجی سدھار بھی شری مادھوا چاریہ جی جیسے عظیم سنت کی ہی دین ہے۔

ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہمارے سنتوں نے سیکڑوں برس پہلے سماج میں مروج رسموں سے نجات اور سدھار کے لئے عوامی تحریک شروع کی اور انہوں نے اس عوامی تحریک کو بھگتی سے جوڑ دیا۔ بھگتی کی یہ تحریک جنوبی ہندوستان سے چل کر مہاراشٹر اور گجرات سے ہوتے ہوئے شمالی ہندوستان تک پہنچی تھی۔ اس بھگتی تحریک کی لو جنوب میں مادھوا چاریہ، نمبارکو چاریہ، ولہیا چاریہ اور راما نجا چاریہ، مغرب میں میرا بائی، ایکناٹھ، تکارام، رام داس اور نرسی مہتہ، شمال میں رامانند، کبیر داس، گوسوامی تلسی داس، سورداس، گرونانک دیو، سنت رے داس اور مشرق میں چیتنیہ مہاپربھو اور شنکر دیو جیسے عظیم سنتوں کے نظریات سے مضبوط و مستحکم ہوئی تھی۔ یہ انہی سنتوں اور عظیم شخصیات کا اثر تھا کہ ہندوستان اس دور میں بھی تمام مصائب کو برداشت کرتے ہوئے آگے بڑھ پایا، خود کو بچا پایا۔

ادی شنکر اچاریہ نے ملک کے چاروں کونوں میں جاکر لوگوں کو دنیاویات سے بالاتر ہو کر خود کو خدامیں ضم کردینے کا راستہ دکھایا تھا۔ شری راما نجا چاریہ جی نے خصوصی دیوتہ واد کی تفسیر کی۔ انہوں نے بھی ذات کی حدود سے بالا تر ہو کر خدا کو حاصل کرنے کا راستہ دکھایا۔ وہ کہتے تھے کہ کرم، علم اور بھگتی سے ہی خدا کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ انہی کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر سنت راما نند جی نے سبھی ذاتوں اور مذاہب کے لوگوں کو اپنا شاگرد بنا کر ذات پات کے نظریے پر زبردست حملہ کیا تھا۔

سنت کبیر جی نے بھی ذات پات کی روایت اور کرم کاٹوں سے سماج کو نجات دلانے کے لئے انتھک کوششیں کیں۔ وہ کہتے تھے:

”پانی کیرا بلبلہ اس مانس کی جات“

زندگی کی اتنی بڑی سچائی انہوں نے اتنے آسان الفاظ میں ہمارے سماج کے سامنے رکھ دی۔ دوسری طرف گرونانک دیو جی کہتے تھے:

”مانو کی جات سبھو ایک پہچانو“

سنت ولہیا چاریہ جی نے پریم اور محبت کے راستے پر چلتے ہوئے نجات کا راستہ دکھایا۔ چیتنیہ مہاپربھو جی نے بھی چھو اچھوت کے خلاف سماج کو نئی سمت دکھائی۔ سنتوں کا ایسا سلسلہ ہندوستان کے زندہ سماج کا عکس ہے، نتیجہ ہے، سماج میں جو بھی چنوتی آتی ہے، اس کا جواب روحانی طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے پورے ملک میں شاید ہی ایسا کوئی ضلع یا تعلقہ ہو، جہاں کسی سنت کی پیدائش نہ ہوئی ہو۔ دراصل سنت ہندوستانی سماج کی تکلیفوں کا تدارک بن کر سامنے آئے۔

بھگتی آندولن کے دوران دھرم، فلسفہ اور ادب کی ایک ایسی تین دھاراؤں والی ندی قائم ہوئی جو آج بھی ہم سب کا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ اسی دور میں رحیم نے کہا تھا:

”وے رحیم نردھنیہ ہیں
پر آپکاری انگ
باٹن وارے کو لگے
جیو مہندی کو رنگ

مطلب یہ کہ جس طرح مہندی کا رنگ تقسیم کرنے والے کے ہاتھوں پر لگ جاتا ہے۔ اسی طرح سے دوسروں کی بھلائی کرنے والا ہوتا ہے، جو دوسروں کی مدد کرتا ہے، دوسروں کی بھلائی کے کام کرتا ہے۔ اس طرح اس کا بھی بھلا ہوجاتا ہے۔ شری مادھوا چاریہ جی نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ کوئی کام چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا۔ ایمانداری اور نیک نیتی سے کیا گیا کام ایشور

کی پوجا کی طرح ہوتا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جس طرح ہم سرکار کو ٹیکس دیتے ہیں اسی طرح انسانیت کی خدمت کرنا بھی ایشور کی پوجا جیسا ہوتا ہے۔ ایسے عظیم سنت اور منی حضرات ہمارے ملک میں رہے ہیں جنہوں نے اپنی ریاضت اور اپنے علم کا استعمال ملک کی قسمت بدلنے کے لئے کیا ، ملک کی تعمیر کے لئے کیا ۔

سوامی دیا نند سرسوتی ،سوامی وویکا نند ، راجہ رام موہن رائے ، ایشور چند ودیا ساگر ، جیوتی با پھولے ،ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر ، مہاتما گاندھی ، پانڈورنگ شاستری اٹھولے اور ونوبا بھاوے جیسے ان گنت سنتوں نے ہندوستان کے روحانی دھارے کو ہمیشہ بیدار رکھا ۔ سماج میں جاری بری رسموں کے خلاف عوامی تحریکیں چلائیں ۔

آج بھی ہمارے ملک اور ہمارے سماج کو چیلنج درپیش ہے۔ ان سے مقابلے کے لئے ہمارے سنت سماج اور مٹھ بڑی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ جب سنت سماج کہتا ہے کہ سوچتا ہی ایشور ہے تو اس کا اثر سرکار کے کسی بھی مشن پر زیادہ ہوتا ہے۔

ماحولیات کے تحفظ میں بھی سنت سماج کی بڑی خدمات رہی ہیں ۔ ہماری تہذیب میں تو درختوں کو زندہ مانا گیا ہے ۔ بعد میں بھارت کے ہی ایک سپوت اور عظیم سائنسدان ڈاکٹر جگدیش چندر بوس نے اسے دنیا کے سامنے ثابت کیا۔

فطرت ہمارے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہے ۔ اندھا دھند استعمال کے بجائے خدمت کے لئے ہے ۔ ہمارے یہاں درختوں کے لئے اپنی جان دینے کی روایت رہی ہے۔ درخت کی شاخ توڑنے سے پہلے بھی دعا کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی سچ ہے کہ وقت کے ساتھ اس روایت پر بھی آنچ آئی ہے ۔ آج سنت سماج کو اس سمت میں بھی اپنی کوششیں بڑھانی ہوں گی جو ہمارے مقدس صحیفوں میں ہماری روایات کا حصہ رہا ہے ، اسے رو بہ عمل لانے کے ذریعہ ہی تبدیلی ماحولیات کے چیلنجوں کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔

ایک طرح سے دیکھا جائے تو دنیا کے تمام مسائل کا حل ہندوستانی کی تہذیب میں موجود ہے ۔ ہندوستان میں یہ بات عام طور سے مانی جاتی ہے کہ ایک ایشور کو متعدد شکلوں میں پوجا جاتا ہے ۔ ایک ہی عظیم سچائی کو الگ الگ ناموں سے پکارا جاتا ہے ۔

ہم ، وسودھیو کٹم بکم یعنی پوری دنیا کو ایک کنبہ ماننے والے لوگ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ سبھی کی پرورش ہو ، سبھی کو طاقت ملے ، کوئی کسی سے حسد نہ کرے ۔ یہی کٹر پن کا تدارک ہے جبکہ دہشت کی جڑوں میں ہی یہ کٹر پن موجود ہے۔

میرا ماننا ہے کہ آج کے اس دور میں ہم سبھی ساتھ مل کر رہ رہے ہیں ۔ سماجی برائیوں کو دور کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں ، ملک کی ترقی کے لئے کوششیں کر رہے ہیں ۔ ان باتوں کی بنیاد اور تہ میں بھی سادھوسنتوں کے ذریعہ دکھایا جانے والا کیان

کرم اور بھگتی کا حوصلہ ہے ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ سبھی روحانیت کے ذریعہ ہمارے ملک کی زندگی کی طاقت کا تجربہ ساری دنیا کو کراتے رہیں ۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سبھی کے تئیں ممنونیت کا اظہار کرتا ہوں ۔ ”

U-509

